خرّم بھائی —— رفتید ولے نہ از دلِ ما

خورشید احمد

زندگی کی سب سے بڑی حقیقت موت ہے لیکن طرفہ تماشا ہے کہ یہ حقیقت بالعموم آنکھوں سے اوجھل رہتی ہے اور آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب انسان اپنی کسی قیمتی متاع سے محروم ہو جاتا ہے—— جبھی تو خالق ارض و سما نے موت کو بھی اپنی نشانیوں میں شمار کیا ہے‘ اور یہ ہے بھی بڑی ہی ہلا دینے والی نشانی۔

خرم بھائی لیسٹر کے گلین فیلڈ ہسپتال میں ۱۹ دسمبر ۱۹۹۶ / ۹ شعبان ۱۴۱۷ھ کو دل کے تیسرے آپریشن کے اختتام پر ہم سے جدا ہو گئے اور میں ہی نہیں‘ ملت اسلامیہ کے ہزاروں سوگواروں کو دل گرفتہ چھوڑ کر اپنے محبوب سے جا ملے:۔

من نمی گویم گل و باغ و بہار از دست رفت
یک بہشتِ آرزو یعنی کہ یار از دست رفت

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خرم بھائی میرے لیے صرف ایک عزیز دوست اور غم خوار ساتھی ہی نہ تھے‘ میرے سچے محسن اور مربی بھی تھے۔ بظاہر ہم نے زندگی کی نصف صدی تحریک اسلامی کے جلو میں شانہ بہ شانہ گزاری اور لوگوں کی نگاہ میں ہمارے درمیان رشتہ ایک گونہ برابری کا تھا‘ نظم و انتظام کی دنیا میں کبھی وہ میرے قائد رہے اور کبھی انھوں نے میری قیادت میں کام کیا لیکن حقیقت یہ ہے دل کی دنیا میں قیادت اور بزرگی ہمیشہ خرم ہی کو حاصل رہی اور میں نے اگست ۱۹۴۹ میں تعلقات کی ابتدا سے لے کر دسمبر ۱۹۹۶ میں ان کے دم آخریں تک اپنے جس ساتھی سے سب سے زیادہ سیکھا اور جسے اللہ کی خاطر سب سے زیادہ چاہا وہ خرم بھائی ہی تھے۔ ؏

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

مولانا مودودیؒ نے اگر میرے فکر و خیال کی دنیا کو روشن کیا تو چودھری غلام محمد مرحوم اور خرم بھائی نے مجھے تحریکی زندگی کے ہر مرحلے کو سمجھنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی و جہد میں میری سب سے زیادہ معاونت اور رہنمائی کی—— اور یہ رہنمائی استاد اور شاگرد والے انداز میں نہیں بلکہ ہم سفر اور چارہ گر

رفیق اور ساتھی کی حیثیت سے کی، اور گفتار سے کہیں زیادہ کردار اور نمونے کی شکل میں کی۔ میں نے خرم کو بہت قریب سے دیکھا اور ہمارے درمیان شاید ہی کوئی پردہ رہا ہو، لیکن میں اللہ کو گواہ کر کے شہادت دیتا ہوں کہ خرم بھائی ان چند خوش نصیب افراد میں سے ایک تھے جن کی زندگی اس تاریک دور میں، اسلام اور اس کے خلق کی ایک زندہ مثال تھی اور جن کے فکر اور جن کی سیرت کا خلاصہ اللہ سے محبت، اللہ کے دین کی خدمت اور اللہ کے بندوں کو دنیا اور آخرت میں بربادی سے بچانے کے لیے شب و روز کی محنت تھی۔ آج ملت اسلامیہ کی بدبختی ہے کہ ہم کرۂ ارض پر کسی ایسے خطے کی نشاندہی تو نہیں کر سکتے جہاں اسلام کا نظام اپنی تمام تابناکیوں کے ساتھ قائم ہو لیکن الحمدللہ ہر دور میں ایسے افراد اس امت کا اصل سرمایہ رہے ہیں جن کی زندگیاں شمع ہدایت کے پرتو سے روشن اور دوسروں کے لیے روشنی کا چراغ رہی ہیں۔ اور اللہ کی برکتیں اور نعمتیں نازل ہوں خرم بھائی پر جن کی زندگی اس تنگ و تاریک دور میں ایک ایسی ہی شمع کی مانند تھی اور میں نے اور ہزاروں انسانوں نے اس شمع سے کسب نور کیا۔ شاید سعدی نے بھی کسی ایسی ہی پرنور شخصیت کا ماتم کرتے ہوئے کہا تھا کہ ؎

رفتم و از رفتنِ من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چو رفتم بزم برہم ساختم

خرم بھائی کی زندگی کے بے شمار پہلو ہیں جن سے میں نے اور میرے ہزاروں ساتھیوں نے بہت کچھ سیکھا لیکن جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ خرم بھائی کی مقصد سے لگن اور دین کے بارے میں یکسوئی ہے۔ انھوں نے بالکل ابتدائی عمر میں لیکن بہت سوچ سمجھ کر اسلام کو شعوری طور پر قبول کیا اور پھر پوری زندگی بڑی یکسوئی، بڑے اطمینان، بڑے اعتماد اور بڑے وقار کے ساتھ اپنے آقا کی بندگی میں گزاری اور اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہمارے سامنے پیش کر دی۔ خواہ طالب علمی کا دور ہو یا تدریس اور ملازمت کا، کارکن ہوں یا افسر، ذاتی اور خانگی زندگی ہو یا اجتماعی اور تحریکی زندگی، صاحب امر ہوں یا مامور، آزاد ہوں یا پابند طوق و سلاسل، ملک میں ہوں یا ملک سے باہر ـــــ غرض ہر رنگ میں اور ہر مقام پر ان کی دلچسپیوں اور ترجیحات کا محور صرف اللہ کی خوشنودی اور دین کی بالادستی کی جدوجہد تھی۔ جیسی یک رنگی اور یکسوئی میں نے خرم بھائی کی زندگی میں دیکھی اور جتنا سکون اور اطمینان اس راستے پر گامزن ہونے پر ان کے رویے میں پایا وہ مثالی تھا۔ اس ۴۷ سالہ رفاقت پر اور زندگی کے ہر دور میں ان کے کردار اور ان کی استقامت پر نظر ڈالتا ہوں تو بے اختیار دل گواہی دیتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

(الاحزاب ۳۳:۲۳)

ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔ ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے۔ انھوں نے اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

خرم بھائی کی زندگی میں اس یکسوئی اور اطمینان کا راز کیا تھا؟ جہاں تک میں نے غور کیا اور جتنا میں نے ان کو قریب سے دیکھا، میں نے پایا کہ انھوں نے اپنی زندگی کا اصل مرکز اور اپنی دلچسپیوں کا حقیقی محور قرآن پاک کو بنایا۔ اپنے تمام ساتھیوں میں، میں نے خرم بھائی کو سب سے زیادہ قرآن میں ڈوبا ہوا پایا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کا سب سے قریبی دوست اور ساتھی، ان کا اصل رہبر اور مرشد، ان کا حقیقی مونس اور غم خوار، ان کی جلوتوں کی رونق اور ان کی خلوتوں کا ہم نشین قرآن تھا۔ قرآن سے ان کا یہ تعلق نوجوانی ہی میں قائم ہو گیا اور پھر ان کی ساری زندگی وہی ان کا دم ساز رہا۔ جتنا وقت انھوں نے قرآن کی معیت میں گزارا اور جو کوششیں انھوں نے قرآن کو سمجھنے اور سمجھانے کی کیں، وہ منفرد تھیں۔ ان کی تحریریں اور تقریریں قرآن کی روشنی سے منور اور انسان کو قرآن سے جوڑنے کا ذریعہ ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ صرف یہی کتاب انسان کی زندگی میں انقلاب برپا کر سکتی ہے اور تحریک اسلامی کی کامیابی کا بھی صرف ایک راستہ ہے اور وہ عوامی سطح پر ہر انسان کے رشتے کو قرآن سے استوار کرنے سے عبارت ہے۔ جمعیت کے دور سے لے کر اسلامک فاؤنڈیشن میں ان کے آخری لمحات تک، میں نے دیکھا کہ ان کا اوڑھنا اور بچھونا قرآن ہے اور قرآن سے لوگوں کو جوڑنے اور اس کے پیغام کو عام کرنے کے لیے انھوں نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا ہے۔

خرم بھائی کے سیرت و کردار اور ان کی دعوتی اور تحریکی سرگرمیاں سب ہی روشنی کے مینار ہیں اور ان کے ہر پہلو پر بات کرنے کو دل چاہتا ہے لیکن میں جس پہلو کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہوں وہ قرآن سے ان کا تعلق اور قرآن کو اپنی زندگی اور اپنی فکر میں اسی طرح رچا بسا لینا ہے کہ اگر مجھے غلط نہ سمجھا جائے تو میں کہوں گا کہ خود مجھے خرم کی زندگی سے اقبال کے اس شعر کی معنویت کو سمجھنے میں مدد ملی جس کے بارے میں ایک زمانے تک، میں خود کچھ تردد محسوس کرتا تھا۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

میری نگاہ میں اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ قرآن انسان کا روپ دھار لیتا ہے۔ اس کے تو معنی صرف یہ ہیں کہ حقیقی مومن وہ ہے جو قرآن کو اپنی زندگی کا شعار بنا لے اور اسی کا ہو کر رہے تاآں کہ اس کے خیالات و افکار اور اس کے اعمال و اطوار سے قرآن کی مہک آنے لگے۔ اپنے ساتھیوں میں، میں نے خرم بھائی کو قرآن سے جتنا قریب پایا وہ بڑا ایمان افروز تھا۔

خرم بھائی نے قرآن کی جو خدمت کی ہے، اس کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لیے اور اس کے

ذریعے اللہ کے بندوں کی زندگیوں کو منور کرنے کے لیے جو سعی و جہد انھوں نے کی ہے' وہ ان کی خدمات میں سب سے روشن اور تابناک ہے۔ درس و تقریر اور تربیتی پروگراموں کے ذریعے تو ان کی خدمات مسلم ہیں لیکن اس سے بڑھ کر خرم بھائی نے اپنے قلم کے ذریعے قرآن کے پیغام کو پہنچانے کے لیے وقیع کوششیں کی ہیں جن کا اہل وطن کو کم ہی علم ہے۔ ان کی انگریزی کتاب Way to the Quran "شاہراہ قرآن" ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب خصوصیت سے مغربی ممالک میں انگریزی دان طبقے کے لیے لکھی گئی اور انگلستان اور پاکستان سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں بڑے سادہ لیکن بے حد دلکش اور موثر انداز میں اللہ کے بندوں کو قرآن سے جوڑنے اور انھیں قرآن کے پیغام کو سمجھنے کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ زندگی میں قرآن کے مقام سے لے کر اس کی تلاوت' تفہیم' تعلیم اور تنفیذ تک ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قرآن سے استفادے کے اصول اور اس کے عملی طریقے کھول کر بیان کیے گئے ہیں۔ مزید مطالعہ' تحقیق اور سب سے بڑھ کر قرآن کے پیغام کو اپنی زندگیوں میں رچانے بسانے کے اسلوب بیان کیے گئے ہیں اور پھر قاری کو اس مشن کی طرف دعوت دی گئی ہے جو قرآن نے اشرف المخلوقات کے لیے منتخب کیا ہے۔ اس کتاب نے مغرب اور اسلامی دنیا میں ہزاروں افراد کا رشتہ قرآن سے جوڑا ہے اور یہ ایک عظیم صدقہ جاریہ ہے۔

قرآن کے دیے ہوئے نظام زندگی کو خرم بھائی نے دو نہایت گراں قدر مضامین میں پیش کیا ہے جو Shariah: The Way to God اور Shariah: The Way to Justice کے ناموں سے شائع ہو چکے ہیں۔ مالک حقیقی سے ملنے سے قبل وہ چار اہم کتابوں کے مسودے تیار کر چکے تھے جن کا محور بھی قرآن اور سیرت پاک ہی ہے۔ ایک کتاب میں قرآن کے پیغام پر مشتمل انتخاب ہے جو A Quranic Treasure کے نام سے آ رہی ہے۔ دوسری ان کی اہم کتاب Major Themes in Quran ہے جو انھوں نے یونیسکو کے ایک علمی پراجیکٹ کے ایک حصے کے طور پر لکھی ہے۔ اصلاً یہ تحریر کتاب کا ایک باب تھی جو قرآن کے مضامین اور اس کے اسلوب پر ایک گراں قدر تصنیف بن گئی۔ یہ کتاب میری نگاہ میں مولانا مودودیؒ کے مقدمہ "تفہیم القرآن" کے بعد قرآن کے پیغام کو عالمی سطح پر پیش کرنے کی اس دور کی مفید ترین خدمت ہے۔ یہ کتاب خرم بھائی کے فہم قرآن کا آئینہ ہے' نیز دور حاضر کے انسان کے لیے قرآن کے پیغام پر ایک علمی اور دعوتی شاہکار ہے۔ یہ بھی عرض کروں کہ کم و بیش اس موضوع پر گذشتہ بیس سال میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور مشہور مستشرق کینتھ کریگ (Kenneth Cragg) نے کئی کتابیں لکھی ہیں اور مغرب کے علمی حلقوں میں ان کی بڑی دھوم ہے لیکن میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان تمام مباحث کی روشنی میں جو اس دور میں اٹھائے گئے ہیں خرم بھائی کی یہ کتاب برہان قاطع کی حیثیت

رکھے گی اور اسے خرم بھائی کی فکری خدمات میں ایک نمایاں ترین مقام حاصل رہے گا۔

آخری دنوں میں ان کتابوں کے علاوہ انھوں نے سورۃ البقرہ کے مضامین کے تعارف اور اس کے اندرونی نظم پر ایک بڑا مفید کتابچہ لکھا ہے جو Key to Al-Baqarah کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اسی سلسلے میں خرم بھائی نے پچھلے دنوں دو اور کتابیں تیار کی ہیں یعنی Gifts from Mohammad اور Who is Mohammad?- اس کے علاوہ خرم بھائی نے سیرت پاکؐ پر ایک ویڈیو بھی اپنی نگرانی میں تیار کرائی تھی جس کا اسکرپٹ انھی کا لکھا ہوا ہے اور انھی کی رہنمائی میں یہ کامیاب دعوتی کیسٹ تیار ہوا ہے جس سے ہزاروں انسان استفادہ کر رہے ہیں۔

قرآن ہی کی روشنی میں خرم بھائی کی دلچسپی کا دوسرا اہم موضوع تربیت اور تزکیہ رہا ہے۔ طالب علمی ہی کے زمانے میں وہ جمعیت کے تربیتی نظام کے نگران تھے۔ ان کی پہلی کتاب "تحریک اسلامی میں کارکنوں کے باہمی تعلقات" ہے جو جمعیت کے زمانے ہی میں تیار ہوئی اور جس سے آج تک ہزاروں افراد نے روشنی حاصل کی ہے۔ اس کتاب کا مرکزی مضمون وہ اخوت اور محبت ہے جس میں اللہ کا دین اپنے ان بندوں کو جوڑتا ہے جو اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔ اس میں صرف تحریک اسلامی کی نہیں پورے اسلامی معاشرے کی مثالی تصویر پیش کی گئی ہے' اجتماعیت کی بنیادوں کو اجاگر کیا گیا ہے اور ان اوصاف کی نشاندہی کی گئی ہے جن سے یہ بنیادیں مستحکم ہوتی ہیں اور ان خرابیوں سے خبردار کیا گیا ہے جو اسلامی زندگی کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔

تربیت اور تزکیہ کا یہ پہلو خرم بھائی کی تمام تحریروں میں غالب ہے۔ ان کے خطوط اور ان کے نیم سوانحی خاکے بھی اسی نور سے منور ہیں "لمعات زنداں" ہو یا "ترجمان القرآن" کے لیے فہم قرآن کا انتخاب اور "کلام نبویؐ کی صحبت" کی محفلیں۔ دل کی پاکی' روح کی بالیدگی' اخلاق کا سنوار' مقصد سے عشق' راہ حق میں جدوجہد اور جان دینے کی آرزو' کفر اور ظلم کی قوتوں سے نبرد آزمائی' آخرت کی جستجو اور رفیق اعلیٰ کی چاہت---- یہی وہ پھول ہیں جن سے فکر خرم کا گلدستہ آراستہ ہے۔

خرم بھائی نے بچوں اور نوجوانوں کے لیے دینی ادب کے باب میں بھی بڑی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ انھی کی نگرانی اور ادارتی نظم کے تحت اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر میں یہ کام شروع ہوا۔ خرم بھائی نے خود ایک درجن کے قریب کتب تیار کیں۔ یہی وہ لٹریچر ہے جس نے مغرب میں مسلمانوں کی نئی نسل کو ان کے دین کی بنیادی اقدار سے روشناس کرایا ہے اور ان کو دور رسالتؐ کی ایسی ایمان افروز جھلکیاں دکھائی ہیں جن کی بنا پر وہ اپنے دین اور اپنی تاریخ پر فخر کر سکتے ہیں۔

خرم بھائی نے تحریک اسلامی' اس کے مقصد' نصب العین' اس کی دعوت اور حکمت انقلاب' دور حاضر میں اس کے طریق کار اور اسلوب دعوت کے باب میں بھی حقیقی مباحث کا اضافہ کیا ہے۔ "ترجمان القرآن" میں وہ پاکستان اور اسلامی دنیا میں تحریک اسلامی کے کردار پر برابر لکھتے رہے ہیں۔ اسی طرح اپنے انگلستان کے قیام کے

دوران انھوں نے مغرب میں اسلامی دعوت اور تحریک اسلامی کی حکمت عملی پر دو بڑی قیمتی دستاویزات تیار کیں جن کا بڑا گہرا اثر وہاں کی اسلامی تحریکات اور ان کے طریق کار اور ترجیحات پر پڑا ہے۔
Islamic Movement in The West: Reflections on Some Issues (1981) اور Dawah Among Non Muslims in The West: Some Conceptual and Methodological Aspects (1986) ان کی دو بڑی قیمتی تحریریں ہیں۔ ان تحریروں میں مغرب میں دعوت کے منہج کے سلسلے میں خرم بھائی وہی کام کرتے نظر آتے ہیں جو داعی تحریک اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے برصغیر کے حالات کی روشنی میں اس صدی کے وسط میں انجام دیا۔ ان مباحث کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ خرم بھائی نے اجتہادی شان کے ساتھ مغرب کے تہذیبی پس منظر اور مسلمانوں کی اقلیتی حیثیت کو سامنے رکھ کر تحریک اسلامی کے اہداف اور ترجیحات کو اس طرح متعین کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک طرف اس کے عالمی پیغام اور ملت اسلامیہ کی وحدت پر کوئی آنچ نہ آنے پائے اور دوسری طرف جس ثقافتی' تہذیبی اور سیاسی پس منظر میں یورپ اور امریکہ میں آج دعوت اسلامی پر کام کرنے کی ضرورت ہے اس کے پیش نظر کام کا ایک ایسا نقشہ مرتب کر دیا جائے جس کے نتیجے میں اسلامی تحریک ان ممالک میں ایک migrant phenomenon نہ ہو بلکہ اس سرزمین کی حقیقی اسلامی تحریک بن سکے اور اس معاشرے کو تباہی سے بچانے اور اسلام کا گہوارہ بنانے میں ایک موثر کردار ادا کر سکے۔ نیز اسلامی تحریک کو ایک ایسی ہمہ گیر تحریک کی حیثیت سے روشناس کرایا جا سکے جو فرد کے قلب و نظر اور اس کے اخلاق اور کردار کو بدلتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اجتماعی رولواری کی تشکیل نو کا کام بھی انجام دیتی ہے۔ اس سلسلے میں اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ مسلمان کیمونٹی کی اجتماعی زندگی کیسی ہو اور اس پر بھی کہ وہ جس قوم اور معاشرے میں کام کر رہی ہے اس کی اصلاح کیسے کرے۔ خرم بھائی نے مولانا مودودی کے اس تصور کو بڑی تفصیل سے اجاگر کیا ہے کہ جب تک اس سوسائٹی کے افراد اسلام کے علمبردار نہیں بنتے اور ایک موثر مقامی اسلامی تحریک وجود میں نہیں آتی اس وقت تک مغربی معاشرے میں اسلام کی دعوت کے اصل اہداف پورے نہیں ہو سکتے۔

خرم بھائی کے ان افکار نے یورپ' امریکہ اور جنوبی افریقہ میں اسلامی تحریکوں اور تنظیموں کو اپنے حالات اور وقت کے تقاضے سمجھنے میں بڑی مدد دی ہے اور آج عالمی تحریک اسلامی کی جو صورت نظر آ رہی ہے اس کی صورت گری میں الحمدللہ خرم بھائی کا بھی نمایاں حصہ ہے۔ جس کا اعتراف وہاں کے اہل قلم بھی کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں امریکہ سے آکسفورڈ یونیورسٹی سے شائع ہونے والی کتاب Islamic Dawah in the West (مصنفہ Lary Paston) نے ایک باب خرم بھائی کی فکری خدمات کے لیے مخصوص کیا ہے اور اس کا عنوان

Khurram Murad: Contextualization of the Islamic Movement for the Western Audience رکھا ہے۔ اسی طرح عبداللہ طیب کی کتاب Islamic Resurgence in South Africa کے چھٹے باب میں اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ:

"دسمبر ۱۹۸۴ میں منعقدہ اسلامی تربیت گاہ نے جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کے لیے دعوت و تحریک کے سلسلے میں بالکل ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ اس پروگرام میں انگلستان سے جماعت اسلامی کے ذمہ دار حضرات نے شرکت کی جن میں خرم مراد بھی تھے۔ ان حضرات نے تحریک اسلامی کے مستقبل کے سلسلے میں اپنے تجربات اور افکار سے ہمیں روشناس کیا۔ خصوصیت سے اس پہلو سے کہ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں کیسے کام کریں؟ خرم کا اصرار تھا کہ اگرچہ مسلم ممالک میں حکومت اور اقتدار کا حصول اسلامی تحریکات کا ہدف ہے لیکن اسے من و عن مسلم اقلیتی ممالک میں دہرانا مفید نہیں ہو سکتا۔ ان ممالک کے حالات کی روشنی میں اولین ہدف کے طور پر سوسائٹی کے اہم اداروں کو اسلام سے روشناس کرانا زیادہ مفید حکمت عملی ہو سکتی ہے۔ خرم کے ان خیالات نے کیپ ٹاؤن اور نیٹال کے نوجوانوں کو متاثر کیا اور انھوں نے مقامی سیاست میں اس طرح دلچسپی لینا شروع کی کہ ایک نسل پرست ریاست میں اسلام کی بنیاد پر ایک اجتماعی اور سیاسی رول کو فروغ دیا جا سکے۔(ص ۲۴۲-۲۴۱)

یہ چند مثالیں خرم بھائی کے اس رول پر روشنی ڈالتی ہیں جو انھوں نے عالمی اسلامی تحریک کی تشکیل و تعمیر کے لیے انجام دیا۔ فجزاهم الله خیر الجزاء۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے مولانا مودودیؒ کے افکار و نظریات کو انگریزی دان طبقے اور مغربی ممالک میں روشناس کرانے کی سعادت بخشی اور اس سلسلے میں تقریباً تمام ابتدائی کتب میری ہی ترجمہ کردہ ہیں۔ الحمدللہ اپنے انگلستان کے قیام کے دوران خرم بھائی نے بھی اس میدان میں بڑی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ میری اور ان کی مشترکہ اوارت میں Islamic Way of Life کا نیا ایڈیشن شائع ہوا۔ پھر "خطبات" کا ترجمہ Let us be Muslims کے نام سے خرم بھائی نے کیا جو بے حد مقبول ہوا۔ اس کے علاوہ "شہادت حق" اور "تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں" کا بڑی خوبصورت انگریزی میں ترجمہ کیا اور صرف ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ ان دونوں کتابوں پر بڑی قیمتی تعارفی اور توضیحی تحریروں کے ذریعے فکر مودودی کی بڑی محکم ترجمانی کی خدمت انجام دی اور مولانا مرحوم کے اسلوب فکر کی روشنی میں ان مباحث کو مزید آگے بڑھانے کا ذریعہ بنے جس کا آغاز مولانا محترم نے کیا تھا۔ اس طرح خرم بھائی نے مغربی دنیا میں مولانا مودودی کے دبستان فکر کے ایک موثر ترجمان کا کردار ادا کیا۔

میرے لیے خرم بھائی کا اٹھ جانا ایک ذاتی سانحہ بھی ہے۔ بلاشبہ ان کے چلے جانے سے تحریک اسلامی میں ایک عظیم خلا واقع ہوا ہے لیکن خالص ذاتی سطح پر میرا حال یہ ہے کہ جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا

ہوں۔ دل چاہتا تھا کہ ذاتی نوعیت کے تاثرات میں قارئین "ترجمان القرآن" کو شریک کروں لیکن وقت کی کمی اور صحت کی پسماندگی کے باعث اس تحریر میں، میں نے کوشش کی ہے کہ خرم بھائی کی ان فکری اور تحریکی خدمات کا اختصار سے ذکر کروں جو غالباً قارئین "ترجمان القرآن" اور ہم وطن تحریکی ساتھیوں کے علم میں پوری طرح نہیں ہیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے یہی کہہ سکتا ہوں کہ :۔

مرگ عاشق تو کچھ نہیں لیکن
اک مسیحا نفس کی بات گئی

اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ خرم بھائی پر دل کا پہلا دورہ ۱۹۶۹ میں ڈھاکہ میں پڑا تھا۔ اس کے بعد چھ سات بار یہ حملہ ہوا، دو بار آپریشن ہوا، ۱۹۸۳ اور پھر ۱۹۸۶ میں۔ آخری سال میں تو عالم یہ تھا کہ چند قدم چلنے کے لیے بھی گولی کھانا پڑتی تھی اور اس حالت سے مجبور ہو کر بالآخر تیسرے اور نسبتاً خطرناک آپریشن کا فیصلہ ہوا۔ مجھے اس پورے زمانے میں خرم بھائی کی معیت کی سعادت حاصل رہی۔ ہر آپریشن کے وقت میں ان کے پاس تھا۔ بیماری کے سارے مراحل میری نظروں سے گزرے لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ خرم بھائی کبھی بیماری یا موت سے خائف نہیں ہوئے۔ خراب سے خراب حالت میں بھی وہ اپنی علمی، دعوتی اور تحریکی سرگرمیوں میں مشغول رہے اور ان کا ذوق دعوت و خدمت ان کو برابر مہمیز دیتا رہا اور اپنے آخری لمحات تک دین کی خدمت کی جدوجہد میں مصروف رہے، اور :۔

تنم بسوخت دلم سوخت استخوانم سوخت
تمام سوختم و ذوق سوختن باقیست

ان کی زندگی بھی بندگی اور خدمت سے عبارت تھی اور ان کی موت بھی شکر و رضا کا ایک نمونہ! اور محض محاورتاً" نہیں حقیقتاً۔ ہم سب نے دیکھا کہ : ثم

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

جہاں انتقال ہوا اور جس سرزمین پر اسلام کی دعوت پھیلانے میں وہ دو عشروں تک مصروف رہے وہیں سیدی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی وصیت کے مطابق دفن ہوئے۔ اخوان المسلمون کے نائب مرشد عام ڈاکٹر حسن الھویدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تیونس کی تحریک اسلامی کے سربراہ شیخ راشد الغنوشی اور مجھے تعزیتی کلمات ادا کرنے کی سعادت ملی اور بالآخر پورے یورپ کی اسلامی تحریکوں اور تنظیموں کے سیکڑوں سوگوار کارکنوں نے جس کی امانت تھی اس کے سپرد کر دی۔ بہ ادنیٰ تصرف :۔

ہے رشک ایک خلق کو خرم کی موت پر
یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے